پیش لفظ

تحقیق کے بنیادی اصولوں سے شناسائی جہاں سودمند ہوتی ہے وہاں محقق کی مشکلات بھی بڑھا دیتی ہے۔ تحقیق کا کوئی بھی میدان ہو، مسائل راستے میں حائل ہو جاتے ہیں لیکن ادبی تحقیق میں معاملہ زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ٹھوس اور مستند معلومات کا حصول تحقیقی مقالے کی اولین شرط ہے۔ تحقیق میں مواد کو ایک خاص معیار پر جانچنا، اس کی اہمیت اور حیثیت کا تعین کرنا اور جدید تقاضوں کے مطابق مفید نتائج برآمد کرنا بے حد ضروری ہو جاتا ہے۔

شبیر حسن خان متخلص بہ جوش ملیح آبادی اپنے دور کا ایک معتبر نام ہے۔ جوش بیسویں صدی کے اردو شعراء میں ایک قد آور شاعر کے طور پر ابھرے ان کی شعری بلند قامتی نے ان کی نثر نگاری کو دبا لیا لیکن جہاں ان کی شاعری میں بے شمار خوبیاں موجود ہیں وہیں ان کی نثر بھی ان تمام نثری خصوصیات سے آراستہ ہے جو عمدہ نثر کا خاصہ ہوتی ہیں۔ ان کی نثر کی جادوگری قاری کو کسی اور سمت متوجہ نہیں ہونے دیتی۔ ان کی شاعری اگر ایک گلدستے کی مانند ہے تو ان کی نثر سبدِ گل فروش ہے۔ جہاں ان کی شاعری پر سینکڑوں مضامین تحریر کیے گئے ہیں وہیں ان کی نثر پر لکھے جانے والے مضامین کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جوش کی نثر نگاری کی مختلف جہتوں کو اس مقالے میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ بحیثیت نثر نگار جوش کا مقام و مرتبہ متعین کیا جا سکے۔

خطوط نویسی، مقالہ نگاری، تنقید نگاری ترجمہ نگاری، کالم نگاری، لغت نویسی، مصاحبے، تقریظیں، تنقید نگاری، پیش لفظ اور سب سے بڑھ کر آپ بیتی نگاری میں جوش کی نثر کی رنگین بیانی، شوخ گفتاری، فطرت نگاری، فصاحت و بلاغت، روزمرہ و محاورہ، مترادف و متضاد کا استعمال، عربی و فارسی تراکیب کا برمحل استعمال اور جرأت و بے باکی کو بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جوش کی شاعری کے مختلف پہلوؤں یعنی مرثیہ نگاری، رباعی و قطعہ نگاری، انقلابی، سیاسی و رومانی شاعری پر بھی مختصر نظر ڈالی گئی ہے۔ مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

جوش کے آباؤ اجداد، حالاتِ زندگی، وفات، تاریخ وفات، جوش کے شخصیت و کردار، جوش کا ادبی سرمایہ، جوش اور اس کے عہد کو بیان کیا گیا ہے۔

اول باب: جوش کے آباؤ اجداد، حالاتِ زندگی، وفات، تاریخ وفات، جوش کے شخصیت و کردار، جوش کا ادبی سرمایہ، جوش اور اس کے عہد

باب دوم: آپ بیتی کا فن۔

باب سوم: مقالہ نگاری

باب چہارم: خطوط نویسی

باب پنجم متفرقات ہیں

محاکمہ

کتابیات

ضمیمہ جات

سپاس گزاری کے ضمن میں سب سے پہلے ڈاکٹر سعید مرتضیٰ زیدی مرحوم کی ڈاکٹر ہلال نقوی، پروفیسر وسیم عباس، پروفیسر خادم حسین، ڈاکٹر ریاض قدیر، ڈاکٹر کامران، ڈاکٹر ہارون عثمانی کی شکر گزار ہوں۔ مسز شائستہ واصف کا شکریہ کہ انہوں نے ہر موقع پر تعاون کیا اور مقالے کے لیے ہمیشہ حوصلہ افزائی کی اور ڈھیروں دعائیں دیں۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری، ڈاکٹر سعادت سعید، ڈاکٹر شفیق عجمی، ڈاکٹر ہارون قادر، ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی، ڈاکٹر ثاقف نفیس، ڈاکٹر اختر علی، میجر خان اشرف کی ممنون احسان ہوں جنہوں نے پی ایچ ڈی کی تدریس کے دوران بہت مشفقانہ رویہ رکھا۔ مسز فوزیہ مقبول، مس رفعت، مس کوثر، مس عشرت سلطانہ، طاہرہ فاطمہ، شگفتہ صابر، ثمینہ صفدر کی دوستی کا شکریہ۔ خصوصی شکریہ مسز جمیلہ نگہت اور مسز ثمینہ صفدر کی دعاؤں اور محبت کا۔ اورنٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے میجر صاحب، مسز سیما، محمد اقبال، محمد یونس اور بابا جی بشیر کی شکر گزار ہوں۔ جی سی یونیورسٹی لائبریری سے چیف لائبریرین محمد نعیم، محمد عمر، محمد عمران، اسماء شہزادی اور دیگر عملہ کے تعاون کی شکر گزار ہوں۔ میں کوئین میری کالج سے محمد ریاض اور محمد ظفر اقبال کی بھی شکر گزار ہوں میں اپنے بھائیوں محمد نواز صدیقی، محمد ریاض صدیقی اور حافظ ذوالقرنین، اپنی بہنوں مسز ریحانہ طاہر، مسز عشرت مظفر اور نائلہ صدیقی کی محبت کی مقروض ہوں۔ میں اپنے شوہر میاں محمد صابر کی شکر گزار ہوں جن کی حوصلہ افزائی اور عملی تعاون نے مجھے ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے کا حوصلہ بخشا۔

میرے دادا ابا محمد رشید، میرے والد محمد عمر صدیقی، میری دادی اماں اور والدہ نے جو لگن میرے دل میں لگائی تھی آج اس مقالے کی صورت اس کی تکمیل ہو گئی۔ اللہ پاک آپ سب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند کرے۔ آپ سب کے لیے یہ کہہ سکتی ہوں کہ

رات دن تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تیری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی
آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

میں اس مقالے کے کمپوزر جمال احمد کا خصوصی شکریہ ادا کروں گی جن کی محنت اور گھر والوں کے خلوص و محبت کی احسان مند ہوں، آپ نے تقریباً ڈیڑھ برس تک صبر و برداشت سے میرا ساتھ دیا۔

جن اصحاب نے میری اس مقالے کے سلسلے میں مدد فرمائی ان سب کا شکریہ۔ اللہ پاک اس مساعی کو قبول فرمائے۔ امید ہے کہ یہ تحقیقی و تنقیدی سعی اہلِ علم و ادب کی نظر میں قابلِ وقعت ٹھہرے گی۔

مقالہ نگار

شہناز اختر

۵ جون ۲۰۱۷ء